دم کیا ہوا پانی قبر پر ڈالنا کیسا؟

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-9113 تاریخ: 28-09-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حصولِ برکت کے لیے قبر پر سورۃ الملک کا دم کیا ہوا پانی ڈالنا جائز ہے، کیا یہ اسراف تو نہیں کہلائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

متبرک چیزوں کو حصولِ برکت کے لیے استعمال میں لانا مسلمانوں میں شروع سے رائج ہے اور آیاتِ قرآنیہ یا سورۃ الملک کا دم کیا ہوا پانی بلاشبہ بابرکت ہے، لہٰذا قبر پر دم کیا ہوا پانی ڈالنا جائز ہے، یہ اسراف شمار نہیں ہو گا۔

اِسراف شمار نہ ہونے کی تفصیل: قبر پر پانی ڈالنے کے حوالے سے شریعتِ مطہرہ میں بڑے واضح احکام موجود ہیں:

(1) تدفین کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے، نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبرِ مبارک پر پانی چھڑکا، حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر پر پانی چھڑکنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تربتِ اطہر پر حضرت بلال بن رباح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پانی چھڑکا، جیسا کہ سنن ابن ماجہ، مسند بزّار، مشکوۃ المصابیح، وغیرہا کتبِ احادیث میں موجود ہے۔

(2) اگر قبر کی مٹی بکھرنے اور قبر کے نشانات مٹنے کا اندیشہ ہو، تو اِس صورت میں پانی کا چھڑکاؤ کرنے کی اجازت بلکہ تاکید ہے، تاکہ قبر کو بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔

(3) بے مقصد صرف رسمی طور پر بلاضرورت قبر پر پانی ڈالنا (جیسا کہ عاشوراء وغیرہ میں ہوتا ہے) یا اس نیت سے ڈالنا کہ پانی کی ٹھنڈک میت کو پہنچتی ہے، یہ اِسراف (یعنی فضول ضائع کرنا) ہے اور پانی یا کوئی بھی ایسی چیز جس کی کچھ قیمت بنتی ہو، بلاوجہ ضائع کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔

اس تفصیل کے بعد اب جہاں تک قرآنی آیات کا دم کیا ہوا پانی ڈالنے کا تعلق ہے، تو اِس حوالے سے عرض یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں اعمال اور معاملات کا اعتبار مقاصد کے لحاظ سے ہوتا ہے، فقہ اسلامی کا مسلّمہ اُصول ہے: "الامور بمقاصدھا" یعنی اعمال اور معاملات کا دار و مدار اُن کے مقاصد پر ہے۔ مقصد تبدیل ہونے سے حکم میں بھی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے، فقہ میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں: (1) کسی نے ناراض ہو کر اپنے مسلمان بھائی سے سلام و کلام اور بول چال چھوڑ دی، اگر اس نے بلا سببِ شرعی تین دن سے زیادہ اس عمل کو جاری رکھا تو حرام ہے، کیونکہ حدیث شریف میں تین دن سے زیادہ ترکِ سلام و کلام کی مُمانعت ہے اور اگر کسی سببِ شرعی کی وجہ سے تین دن سے زیادہ بھی ترکِ سلام و کلام کیا کہ وہ بدکار، یا شرابی یا بے نمازی ہے، تو جائز ہے۔ (2) اسی طرح کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اگر اس مقصد سے اٹھائی کہ مالک کو پہنچادے گا، تو جائز، ورنہ ناجائز۔

(ملخصاً از بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 1068)

اِس ضابطہ کی روشنی میں غور کیا جائے، تو قبر پر صرف رسماً اور بلاوجہ پانی ڈالنا اپنے مقصد کے اعتبار سے ناجائز ہوا کہ اس میں پانی کا اسراف ہے اور اسراف ممنوع و ناجائز ہے، جبکہ قرآنی آیات کا دم کیا ہوا پانی حصولِ برکت کے لیے ڈالا جارہا ہے، تو اس مقصد سے ڈالنا جائز ہے کہ مقصد مستحسن اور اچھا ہے، لہٰذا مقصد تبدیل ہونے سے حکم میں بھی تبدیلی واقع ہوگئی اور یہ ایسا عمل بھی نہیں جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے خلاف ہو، بلکہ احادیث طیّبہ و اقوال فقہائے کرام میں اس کی بہت سی نظائر موجود

ہیں، جیسا کہ

(۱) مریضوں پر آبِ زَم زَم شریف ڈالنا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عمل مبارک سے ثابت ہے۔

(۲) اِسی طرح برکت کے لیے کفن کو آبِ زم زم سے گیلا کر کے لانا، جائز ہے، حالانکہ پھر وہ خشک ہی ہوگا اور دھلے گا بھی نہیں۔

(۳) یونہی علمائے کرام بیان کرتے ہیں کہ نئی نویلی دلہن جب بیاہ کر گھر لائی جائے، تو اس کے پاؤں کو دھلوا کر چھڑکا جائے، تو خیر و برکت ہوگی کہ اس گھر میں وہ اب آئی ہے اور یہاں وہ اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی میں مرتکب نہیں ہوئی، تو اس کے پاؤں دھو کر ڈالنا نیک فالی ہے۔

ان تینوں مسائل سے واضح ہوا کہ جب مریضوں پر برکت کے لیے آب زم زم ڈالنا، برکت کے لیے کفن پر آبِ زم زم ڈالنا اور دلہن کے پاؤں دھو کر دیواروں پر پانی ڈالنا جائز اور اسراف میں داخل نہیں، تو قرآنی آیات پڑھ کر دم کیا ہوا پانی قبر پر ڈالنا بھی جائز ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ متبرک پانی قبر پر ڈالنے کی برکت قبر والے کو پہنچنے کی کیا دلیل ہے؟ تو اس کی دلیل علمائے کرام کا یہ فرمان ہے کہ حضور جانِ کائنات صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے موئے مبارک اگر کسی گنہگار کی قبر کے اوپر رکھے جائیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے نجات عطا فرمائے گا، تو جیسے قبر کے اوپر موئے مبارک رکھنے سے قبر کے اندر میت کو برکت پہنچ سکتی ہے، یونہی قرآنی آیات کے دم والے پانی سے بھی برکت پہنچ سکتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ قبر پر حصولِ برکت کے لیے قرآنی آیات کا دم کیا ہوا پانی ڈالنا جائز اور درست ہے۔

اب اس تفصیل کے مطابق جزئیات ملاحظہ کیجیے:

تبیین الحقائق، بحرالرائق، محیط برھانی، جوھرۃ النیرہ ، تنویر الابصار و درمختار مع

ردالمحتار اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے،واللفظ للآخر:”(ولا بأس برش الماء علیه)حفظا لترابه عن الاندراس(قوله:ولا بأس برش الماء علیه) بل ینبغي أن یندب،لأنه صلى الله علیه وسلم فعله بقبر سعد کما رواه ابن ماجه،وبقبر ولده إبراهیم،کما رواه أبو داود فی مراسیله،وأمر به فی قبر عثمان بن مظعون،کمارواه البزار“ ترجمہ:اور(تدفین کے بعد)قبر پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں،قبر کے نشانات مٹنے سے بچانے کے لیے۔(علامہ شامی لکھتے ہیں:)ماتن کا قول:(ولا بأس برش الماء علیه قبر پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں۔)بلکہ یہ (سنت) مستحبہ ہے، کیونکہ نبی پاک حضور صَلَّى الله تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد کی قبر پر ایسے ہی کیا،جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے اور اپنے شہزادے حضرت ابراہیم کی قبر پر بھی،جیسا کہ مراسیلِ ابو داؤد میں ہے اور حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ عَنْهم کی قبر پر ایسا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ،جیسا کہ مسند بزار میں ہے۔

(الدرالمختارمع ردالمحتار،جلد3،صفحہ169،باب صلاۃالجنازہ،مطبوعہ کوئٹہ)

تمہید میں ذکر کردہ قبر پر پانی ڈالنے کی تینوں صورتوں کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ الله تَعَالٰى عَلَيْهِ (سالِ وفات:1340ھ/1921ء)لکھتے ہیں:” بعدِ دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اوراگر مرورِ زمان سے اس کی خاک منتشر ہوگئی ہو اور نئی ڈالی گئی یا منتشر ہو جانے کا احتمال ہو،تواب بھی پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔”به علل فی الدرغیره أن لا یذهب الأثرفیمتهن “(درمختار وغیرہ میں یہی علت بیان فرمائی ہے کہ نشانی مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو)۔اس کے لیے کوئی دن معین نہیں ہو سکتا ہے ،جب حاجت ہو اور بے حاجت پانی کا ڈالنا ضائع کرنا ہے اورپانی ضائع کرنا،جائز نہیں اور عاشورہ کی تخصیص محض بے اصل وبے معنی ہے۔“

(فتاوی رضویہ،جلد9،صفحہ373،مطبوعہ رضافاؤنڈیشن،لاھور)

اُمور کااعتبار ان کے مقاصد کے لحاظ سے ہوتا ہے،چنانچہ فقہ اسلامی کا اُصول ہے:” الامور بمقاصدها“یعنی اعمال اور معاملات کادارومداران کے مقاصد پر ہے۔

(الاشباہ والنظائر،الفن الاول،القاعدۃالثانیہ،صفحہ23،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ،بیروت)

متبرک چیزوں کو حصولِ برکت کے لیے استعمال میں لانا مسلمانوں میں شروع سے رائج ہے، بالخصوص قبر کے تعلق سے برکت والی چیز کو استعمال میں لانا، خود صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان سے ثابت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اپنا کفن بنانے کے لیے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے چادر مانگی اور حضرت سہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس سائل کا کفن بنی۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، جلد1، صفحہ249، مطبوعہ لاھور)

اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ خود حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی صاحب زادی کے انتقال کے بعد ان کے کفن میں اپنی مبارک چادر رکھوائی۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، جلد1، صفحہ246، مطبوعہ لاھور)

فقہی نظائر کے جزئیات:

(1) آبِ زَم زَم متبرک پانی ہے، زمانہ رسالت و دورِ صحابہ میں زم زم شریف مریضوں کو شفایابی اور حصولِ برکت کے لیے پلایا جاتا اور اُن پر چھڑکا جاتا تھا، اسی وجہ سے حُصولِ برکت کے لیے زَمزَم کو قبر یا کفن پر چھڑکنے کی علما اجازت دیتے ہیں، لہٰذا قرآنی آیات کے دم والا پانی بھی قبر پر چھڑکا جاسکتا ہے، سنن الکبریٰ للبیہقی، شُعَبُ الاِیمان اور دیگر کتبِ احادیث میں ہے: ”عن عائشة أنها كانت تحمل ماء زمزم في القوارير و تذكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل ذلك، زاد فيه غيره عن أبي كريب وكان يصب على المرضى ويسقيهم“ ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ آبِ زمزم کو بوتلوں میں بھر کر لے جاتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی ایسے کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آبِ زَمْ زَم مریضوں کے اوپر ڈالتے اور اُنہیں پلاتے۔

(شعب الایمان، فضل الحج والعمرۃ، جلد6، صفحہ32، مطبوعہ ریاض)

(2) اِسی طرح برکت کے لیے کفن کو آبِ زم زم سے گیلا کر کے لانا، جائز ہے، حالانکہ پھر وہ

خشک ہی ہو گا اور ڈھلے گا بھی نہیں۔ مفسرِ قرآن ابو الفداء علامہ اسماعیل حقی حنفی رَحْمَةُاللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1127ھ) تفسیر"روح البیان" میں لکھتے ہیں:"قال فی الاسرار المحمدیة لو وضع شعر رسول الله او عصاه او سوطه علی قبر عاص لنجا ذلك العاصي ببركات تلك الذخيرة من العذاب وان كان فی دار انسان او بلدة لا يصيب سكانها بلاء ببركته وان لم يشعروا به **ومن هذا القبيل ماء زمزم والكفن المبلول به**"ترجمہ: اسرارِ محمدیہ میں کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، عصا مبارک، یا چابک مبارک کسی گنہگار کی قبر پر رکھا جائے، تو وہ گنہگار ان متبرک چیزوں کی برکت سے عذاب سے نجات پا جائے گا اور اگر یہ کسی انسان کے گھر یا کسی شہر میں ہوں، تو ان کی برکت سے وہاں کے رہنے والوں کو آزمائش اور مصیبتیں نہیں پہنچیں گی، اگرچہ انہیں ان کے ہونے کا علم نہ ہو **اور اِسی قبیل سے ہے زم زم شریف کا پانی اور اس سے دھویا ہوا کفن۔**

(روح البیان، جلد3، صفحہ479، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(3) دلہن جب بیاہ کر گھر لائی جائے، تو اس کے پاؤں کو دھو کر پانی چھڑکا جائے، تو خیر و برکت ہو گی، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَةُاللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا:"دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد2، صفحہ595، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

كتبــــــــه

مفتی محمد قاسم عطاری

23ربیع الاول1446ھ/28ستمبر 2024ء

المفتی
دار الافتاء اہلسنت
darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے